

اغراض و مقاصد

۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔
 ۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً اپنی و دنیوی خدمات کرنا
 ۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

۱) قیمت پر حال پیشگی آنی چاہئے۔
 ۲) رنگ خطوط وغیرہ جو واپس ہونگے
 ۳) مضامین پر شرط پندرہ منٹ بیچ ہونگے۔ اہلاند مضامین پر مصلحت کے لئے آئیے واپس ہونگے۔

شرح قیمت اخبار

۱) لالیان ریاست سے سالانہ حصہ
 ۲) روس اور دیگر داران سے
 ۳) عام خریداریان سے
 ۴) ششماہی
 ۵) مالک غیر سے سالانہ شنگ ۴ پنس
 ۶) ششماہی ۳ شنگ

اجرت اشتہارات

۱) کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہے ہر کتابت
 ۲) جملہ خط و کتابت و ارسال زرینام
 ۳) مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب
 ۴) (مولوی فاضل) مالک و مدیر المحدث
 ۵) امرتسر ہونی چاہئے۔



جلد ۱۲

نمبر ۶

امرتسر - مورخہ ۲۲ محرم ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۱۴ء یوم جمعہ

عورت کا درجہ

یہ وہ مضمون ہے۔ جو لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ (۲۴ ستمبر) پر بتا رہے تھے۔
 ۱) سب سے پہلے پڑھا۔ اور تھوڑی دیر سے مباحثہ
 ۲) ہی ہوا۔ ابوالوفاء

۳) مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا
 ۴) ہندو نے صنم میں جلوے باج تیرا
 ۵) دہری نے کیا وہ سے تعبیر تیرے
 ۶) لکڑا کسنی سے بر نہ آ یا تیرا

کچھ شک نہیں کہ مذہب نوع انسانی کی بہتری کے لئے
 ہوتا ہے۔ قدرت کی صنعت میں کسی قسم کا نقص نہیں
 بلکہ کمال ہے۔ بچا مذہب اور کمال کو ملحوظ رکھتے
 اور اس کی تکمیل کرتا ہے۔ اس بیان کی ہم ایک مثال
 دیتے ہیں۔

گیدوں اور دیگر نباتات پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان میں

سبق قسم کے کمالات ہوتے ہیں۔ انسان اور کمالات
 میں کوئی کمال اضافہ نہیں کر سکتا۔ تاہم انکی صفائی
 کر کے آتا بناتا ہے۔ آئے ہی پر بس نہیں۔ اسے گوندتا
 اور گوند کر روٹی ہی پکاتا ہے۔ بیباک اسی طرح انسان
 میں ہر ایک کمال ہے۔ دبا نت ہے۔ امانت ہے
 ادار حقوق ہے۔ سخاوت ہے۔ احسان ہے غرض
 سب کچھ ہے۔ تاہم مذہب اگر ان سب میں جلا کر
 ہے۔ یا بالفاظ دیگر ان کمالات کی تکمیل کرتا ہے۔
 جو مذہب فطرت انسانی کے خلافت ہدایت کرے اور سب
 غلط ہونے کی یہی ایک کافی علامت بلکہ دلیل ہے
 کہ وہ چٹان سے ٹکراتا ہے۔

اس تہیہ کے بعد میں اصل مضمون پر آتا ہوں
 اسلام میں عورت کا درجہ کیا ہے۔ اس کا
 جواب یہ ہے کہ اسلام میں عورت کا درجہ وہی ہے
 جو قانون قدرت میں ہے۔ اس کی تفصیل منظر ہو
 توجہ سے سنیں۔

فلسفہ انبیاء ہم کو بتاتا ہے۔ کہ قدرت نے جتنی
 چیزیں بنائی ہیں۔ اور ان میں ہم ایک نسبت یعنی تعلق
 پاتے ہیں۔ وہ کیا وہ تعلق استعمال کی نسبت ہے یعنی
 دنیا کی چیزوں میں بعض مستعمل ہیں تو بعض مستعمل
 مطلب یہ کہ بعض چیزیں بعض کو استعمال کرتی ہیں
 مثلاً بے جان چیزیں جتنی ہیں۔ سونا۔ چاندی۔ تانبا
 پتیل۔ نباتات وغیرہ ان سب کو جاندار استعمال کرتے
 ہیں۔ اسی طرح جانداروں میں بھی یہ نسبت پائی جاتی ہے
 جملہ حیوانات کو انسان استعمال کرتا ہے۔ یعنی یہی
 حضرت انسان ان سب کا مستعمل ہے۔ اور وہ مذہب
 اس کے مستعمل۔ گھوڑا۔ بچر۔ اونٹ۔ ہاتھی ہمیشہ انسان
 کو سواری دیتے ہیں۔ گائے۔ بکری۔ بھینس وغیرہ
 دودھ دیتی ہیں۔

کبھی کسی ملک میں یہ نہ دیکھنا سنا گیا ہو گا۔ کہ
 حیوانات انسان سے وہی کام لیتے ہیں۔ جو
 انسان ان سے لیتا ہے۔

الہامی کتاب - دین اور آداب - عالموں کی دلچسپ بحث

بنا اسلام کا جو مذہب اور عقائد اس کے راسخ و خردمندانہ اور قابل دید و قیمت امرتسر

غرض یہ نسبت جیسی جائز اور بے جانوں میں پائی جاتی ہے۔ ویسی ہی انسانوں اور حیوانوں میں ہی ہے اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ انسان کی نوع کی جو دو صنف (مرد اور عورت) ہیں۔ ان میں بھی قدرت نے کوئی نسبت رکھی ہے۔ یا نہیں۔ بغور دیکھا جائے۔ تو رکھی ہے۔ اس دعوے پر میں تین قسم کی دلائل پیش کر سکتا ہوں۔ اول قدرت (نیچرل) دوم عرفی۔ جو عام طور پر بلا لحاظ مذہب و ملت مروج ہیں۔ سوم۔ مذہبی۔ جو ہر مذہب میں باپندگی مذہب مروج ہیں۔

قدرت کے مرد۔ عورت کو جوڑا بنا رہا ہے۔ اس سے غرض نسل انسانی کی پیدائش ہے۔ مگر اس پیدائش کا طریق جو رکھا ہے۔ وہی بتلا رہا ہے۔ کہ مرد مستعمل ہے اور عورت مستعمل۔

کون نہیں جانتا۔ کہ انسانی پیدائش بھی مثل نباتات کے ہے۔ اس موقع پر مجھے یاد آتا ہے کہ انسان کی پیدائش کو ایسی طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ اس سے ادنیٰ نسبت کا یہی علم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ زنا کاری کرتے ہیں۔ انکو نصیحت کے طور پر لکھتے ہیں کہ بے عقل و بے حیا اپنا بیج اپنے کھیت کے سوا دوسرے کے کھیت میں نہیں ڈالتا۔ زنا کار اپنا بیج کیوں دوسرے کے کھیت میں ڈا کر ضائع کرتے ہیں۔ (ستیاریتھ ٹولڈ) یہی مثال قرآن شریف نے دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

لَمَّا ذُكِّرُوا بِمِثْلِهِمْ لَقُوا فَأَظْمَرُوا وُجُوهُهُمُ
فَكَمْ ذُكِّرُوا كُنُفًا فَكَمْ لَعَنُوا كَفَيْتُمْ حَسْبَ
مُنْشَرِّهِمْ كَفَيْتُمْ كَوَافِرًا

اس مقبول مثال سے ثابت ہوا۔ کہ انسان کی پیدائش مثل نباتات کے ہے۔ چہرہ خوب۔ اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ اس کھیتی کا آخرت دونوں میں سے کس کو ملا ہے۔ سوامی دیا مند نے اس سوال کو کھلے لفظوں میں حل کر دیا ہے۔ کہ نہ صرف آخرت بلکہ بیج ہی مرد ہی کو ملا ہے۔ عورت کی حیثیت صرف زمین کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب طرح مزارع جب چاہو زمین کو جوت سکتا ہے۔ مگر زمین جب چاہے۔ جتو نہیں سکتی۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ یہی نسبت انسان

کی دونوں صنفوں میں ہے۔ کہ مرد مستعمل ہے۔ اور عورت مستعمل۔ جس کی تشریح کی حاجت نہیں قدرتی دلائل میں سے ایک یہ بڑی وزنی دلیل ہے کہ بلوغت کو پہنچتے ہی یعنی جس وقت دونوں قدرتی طور پر اس امتیازی حد پر پہنچتے ہیں۔ جس پر ان کی ابتدائی زندگی کی لاشیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ تو اس کسر حد پر پہنچ کر جیسی ادنیٰ آئندہ زندگی کی خدمات جدا جدا ہیں۔ قدرت اپنے قانون سے ان دونوں کی صورتوں میں بھی تمیز کر دیتی ہے۔ یعنی مرد کے منہ پر ایک سیاہ گول دھارا بالوں کی بن جاتی ہے۔ اور عورت کا منہ بالکل سادہ۔ اور صفا رہتا ہے۔ جو اس کی مرغوبیت اور محبوبیت کی علامت ہے

نفس طاہرہ۔ اسی لئے اسلام نے مردوں کو دھاری کپڑوں کا حکم دیا ہے۔ تاکہ یہ قدرتی امتیاز قائم رہے اور اولت باؤمنٹ (مضمون سے علیحدگی) کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو میں اس پر کچھ زیادہ کہتا

اس دلیل سے بھی صاف ثابت ہے۔ کہ انسان کی دونوں صنفوں میں سے مرد کو قدرت نے مستعمل اور عورت کو مستعمل بنایا ہے۔

میں نہیں چاہتا کہ قدرتی دلائل کو زیادہ طوالت دوں۔ ورنہ بنظر فلسفہ آبیات تمام چیزوں سے اس دعوے کی دلیل مل سکتی ہے۔

اب میں عرفی دلائل میں سے کچھ بیان کرتا ہوں۔ عرف عام سے میری مراد وہ دستور ہے جو ہر ایک ملک میں بلا لحاظ مذہب و دہرم جاری ہے۔ ہر ایک قوم میں دستور ہے۔ کہ شادی کے وقت دو طرف کی طرف سے دو ٹھن کو کچھ نہ کچھ دیا جاتا ہے۔ سوامی دیا مند نے تو عورت کی داد و پیش کا نام پوچھا رکھا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ عورت کی پوجا کرنی چاہئے۔ (ستیاریتھ ٹولڈ)

اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر دونوں مرد اور عورت کا رتبہ عرف عام میں مساوی ہوتا۔ تو خرچ کا تمام بوجھ مرد ہی پر کیوں ڈالا جاتا۔

قرآن شریف نے جو فلسفہ آبیات اور طبیعیات کی بنا

پر احکام دیتا ہے۔ اس مضمون کو دو لفظوں میں ادا کر دیا۔ اور ایسا خوب ادا کیا۔ کہ اس سے اچھا تو کیا اس کے برابر ہی نہ ہو سکے۔ فرمایا

الرَّحَالُ قَوَامَاتٌ عَلَى النَّسَاءِ وَمَا فَضَّلَ اللَّهُ
بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَمَا النَّفَقَةُ - یعنی مرد عورت پر حاکم ہیں۔ کیوں؟ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو وہی قدرتی کہ خدا نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے۔ دوسری عرفی اور کسبی۔ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں غرض اس دلیل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرد عورت میں وہی نسبت ہے۔ جو دیگر مشایخ میں انسان میں ہے۔

اب میں تیسری قسم کے دلائل میں سے کچھ بیان کرتا ہوں کچھ شک نہیں۔ کہ بچے کی پیدائش میں دونوں کو دخل ہے باپ کا لطف ہے تو ماں کے اوٹھایا ہے۔ مگر کچھ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو ہر ایک مذہب اور دہرم میں ہی ہدایت کرتا ہے۔ کہ وہ باپ کی قوم سے ہوگا۔ سید اور شیخ زادگی کا بچہ سید ہوگا۔ براہمن اور کھترانی کا بچہ براہمن کہلائیگا۔ حالانکہ ماں کی محنت زیادہ ہے مہام عمل کی مدت کے علاوہ تولد کی تکلیف اس کے بعد دو دو پلانے کی تکلیف۔ مرد راتوں میں سلائے کی تکلیف۔ مگر مذہب اور دہرم ان باتوں پر نظر کر کے مرد کو اون قدرتی عرفی اور کسبی حقوق سے محروم نہیں کرتا۔ بلکہ کہتا ہے نہیں ہاتھی پر سے گراں گراں جسکا ہاتھی اسی کا ہاتھ دینے ہاتھی گاؤں گاؤں میں پڑا پر سے جسکا ہاتھی ہے اسی کا نام ہے

شادی کے وقت جو الفاظ کہہ جاتے ہیں وہ بھی قابل غور ہیں۔

ہر ایک مذہب میں یہی طریق ہے۔ کہ مرد کو نکاح کے الفاظ سننا کر ذمہ وار قرار دیا جاتا ہے۔

ان سب دلائل قدرتی عرفی اور مذہبی کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ عورت۔ مرد کے لئے ایک مستعمل چیز ہے۔ اور مرد کے لئے مستعمل۔

آریوں میں جو ایک مسئلہ ہے جس پر مخالف بہت کچھ ہنسی اڑایا کرتے ہیں۔ گو میں اسکا قابل نہیں مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ یہی اسی فلسفہ کی فرج ہے۔ وہ مسئلہ کیا ہے

دلیل الفرقان جواب اہل قرآن مولیٰ محمد علیؐ چکر والوی اہل قرآن کے مفصل رسد مستشرقان کا کامل جواب قیمت ۲ روپے

اوس عورت کی اولاد کا۔ مگر اسی طرح۔ پیسہ اور دو پیسہ کی نسبت سے۔ ماہانہ کی جائداد میں بھی لڑکی کو بھائی کے ساتھ وارث بنایا ہے۔ یہ سب احکام قرآن مجید کھلے لفظوں میں دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ بڑی بات یہ ہے۔ کہ اسلام اوس قدرتی ضرورت کو ہر وقت ملحوظ رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے مرد۔ مرد ہے۔ اور عورت۔ عورت۔ اسی لئے اسلام ہاں۔ اسی مذہب اسلام جہاں لڑکے سے مرد کو دوسری شادی کی اجازت دیتا ہے۔ عام طور پر عورتوں کے حق میں ہی فرماتا ہے۔ **اَنْكِحُوا الْاَيَامِي وَبَنَاتِكُمْ** اپنی بیوہ لڑکیوں کی شادی کر دیا کرو۔ دوسری بات ہے۔ کہ عورت خود نہ چاہے۔ یا اوس کے برابر کا کفو نہ ملے۔

جو حقوق کے بدلنے کے لئے ایک حدیث نقل کرنا ہوں۔ جو مجھ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

ایک صحابی نے ہمارے حضور پر لوز حضرت سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ اصلی اند علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور میری بیوی کا مجھ پر کیا حق ہے۔ حضور نے فرمایا۔

قال ان تطهر باذا طعت ثم جب تو خود دکھائے اسے
وتكسبوا اذا اكتسبت کھلایا کر جب خود پیٹنے
ولا تضرب الوجه ولا تقبح اسے پہنایا کر۔ خفگی
ولا تقهر الا في البيت کے وقت اس کے موہنے
مشکوٰۃ باب عشاء النساء پر نہ مارا کر۔ اور اسکو
برائے کہا کر۔ بڑی بات یہ کہ ناراضگی کا موقع پیش آجائے
تو گھر ہی میں اوس سے جہائی کیا کر۔ یہ نہیں کہ بسترہ
اٹھایا۔ اور دکان پر یا بیٹھک پر جا سوئے۔ ورنہ اسی
غزایاں بہت ہونگی۔

مختصر یہ ہے۔ کہ اسلام عورت کو وہی حقوق اور
درجہ دیتا ہے جو قدرت نے اسکو دیا ہے۔ عربی میں
ایک مثال ہے۔ لغزب الا شيا عبا ضللا دھا
چیزوں کی پہچان مقابلہ میں ٹھیک ہوتی ہے۔ اس لئے
ضروری ہے۔ کہ ہم غیر اسلام مذاہب کی بھی جانچ
کریں۔

سب سے پہلے ہمارے سامنے ہندو دہرم اور ادھی
شاخ آریہ دہرم ہے۔ ان دونوں نے عورت کو اس کی
قدرتی حقوق سے محروم کیا ہے۔ جو اسکو ملنے چاہئیں
خاندان کے مال سے وراثت کا ثبوت تو کیا ہی ہوتا۔ ماں
باپ کے مال سے ہی بے نصیب ہے۔

خاندان کے مرنے کے بعد نکاح ثانی سے منع جاتا ہے
چاہے اوسکی عمر ۱۲-۱۵ سال کی ہو۔ اور پہلے نکاح کے
اپنی تک کپڑے اور زیورات بھی میٹے نہ ہوتے ہوں
اور جس حاجت اور قدرتی ضرورت کے لئے اوس کی
پہلی شادی ہوئی تھی۔ وہ کمال طاقت اور نوروں
پر ہو۔ مگر ہندو دہرم اور آریہ سماج دونوں اسکو
صبر و شکیب ہی کی نصیحت کرتے ہیں۔ اور وہ بیچاری
غمزہ جواب دیتی ہے۔

نہ کریں میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
خود طبیعت دل بے تاب کو مجھا دے گی

ہندو دہرم میں جو بیوگان کے ساتھ سلوک ہوتا ہے
اوس کے خیال سے انجن حمایت بیوگان منتظر تھی کہ
ہندو دہرم کا کوئی ایسا مری پیدا ہوگا۔ تو ہم اسکو
ان مصائب کی طرف توجہ دلا دیں گے۔ اتنے میں خبر آئی
کہ سماجی دیانند نے لاہور میں آکر لاکر مریم خاں
مرحوم کے باغ میں اصلاحی اپریش دینا شروع کیا انجن
بیوگان نے سماجی جی کو اپنے مصائب پر توجہ دلائی
کہ سماجی جی ہمکو پتا تھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم
دنیا میں نسل انسانی کو بڑا دیں۔ یہ کیا غضب ہے کہ
مردوں کو تو نکاح ثانی کی اجازت دی جاتی ہے
اور ہم بیوگان کو روکا جاتا ہے۔ ہماری قدرتی خواہش
کا خیال نہ سہی۔ نسل انسانی کی ترقی کا خیال تو کیا ہوتا
سوامی جی نے اس کا یہ فیصلہ کیا۔ دیکھو ہم تم دونوں
مرد عورت کو برابر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے
حکم دیتے ہیں۔ کہ نہ رائے عورت دوسری شادی
کرے۔ نہ لڑکا مرد کرے۔ جاؤ تم دونوں برابر
رستیا رہو **تھلا**

انجن بیوگان نے یہ فیصلہ سنکر ایک رنڈ لیوشن
پاس کیا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ
ہم نے جاؤ تھا کہ حاکم سے کریم فریاد

وہ بھی انہوں نے ترا چاہئے والا نکلا
جہاں تک میں علم ہے۔ آریہ سماج نے سماجی جی کے
اس حکم پر یہ عمل کیا۔ کہ لڑکے سے مرد کو تو شادی
کرنے کی اجازت ملی مگر رائے عورت کو نہیں۔ لڑکے سے
مرد کو اگر اپنے دل میں نہ لے۔ تو دوسرے دل میں
دوسرے دل میں نہ لے۔ تو تیسرے دل میں ہک ہی
چمکانگ لائے۔ مگر رائے عورت پر مشورے کے سرد
حضرات کیا ہی اور حقوق ہے جو قدرتی
مذہب کا کام ہے۔

سوامی دیانند نے سماجی جی کا قول نقل کیا ہے کہ
مرد کو اپنی آنکھیں بزور بند رکھنی چاہئیں مگر کون
اندریاں رانکھیں، مان اور سانس سے بھی نہیں
رکھتیں۔ (اپریش منجری)

مگر یہ سمجھ نہ ہوئی کہ اس الہی قانون کے مطابق
دونوں (مرد و عورت) میں پردہ حال کر دیتے۔ جس
صورت میں عورت کو برہمن بھرنے کا حکم ہے۔
اوس میں مرد کو کہا جائے کہ نگاہ بند رکھو۔ تو علاوہ
اس کے کہ دنیاوی کاروبار اس کی اجازت نہیں
دے سکتے۔ خطرہ ہے۔ کوئی منچلا جواب میں کہہ دے

کون رکھتا ہے بھلا ایسا ہو دیکھیں تو
یا سو سامنے دیکھے نہ اُدھر دیکھیں تو
ہی حال عیسائی مذہب کا ہے۔ نہ عورت کو وراثت
میں شریک کیا گیا ہے۔ نہ اسکو پردہ ہے ہے
تو صرف یہ ہے کہ مرد و عورت ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے
سب کے سامنے باز اوسوں میں بھریں

مجھے ابھی ایک ضروری مسئلہ ہی بیان کرنا ہے
جس پر اسلام تو فخر کرتا ہے۔ کہ اوس نے اسکی اجازت
دینے میں ہی قدرتی قانون کو ملحوظ رکھا ہے۔ مگر
اوس کے مخالف اور مسکو غلط کہا کرتے ہیں۔
کون نہیں جانتا۔ کہ نکاح قدرتی ضرورت کی
وجہ سے مصنوعی عقد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے
کہ مرد۔ عورت کو ایک دوسرے سے ایک ضرورت
ہے۔ جس کے باعث دونوں باہمی عقد اور معاہدہ
کرتے ہیں۔ اوس ضرورت کے بیان کرنے کی حاجت

ہیں ہر ایک شخص اسکو اسی طرح سمجھ سکتا ہے جس طرح بھوک پیاس کو جانتا ہے پس عقد نکاح اور شادی اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ہے۔ کسی اور مطلب کے لئے۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی موقع پر باوجود سب رسعات عمود طے ہو جانے کے دونوں کی باتوں میں سے ایک کی ضرورت پڑی نہ ہو۔ کیوں نہ ہو اس کا جواب وہی دے سکتے ہیں جن کو ایسا موقع پیش آئے۔ ہم دیکھتے ہیں لڑکا لوجان خوبصورت ہے۔ لڑکی بھی، وہ جبین ہے مگر دونوں میں سخت بد مزگی رہتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس غرض کی تکمیل میں کسی طرح کا نقصان ہے جس کو وہ کسی پر ظاہر نہیں کر سکتے۔ غرض کسی قسم کی بد مزگی کی صورت میں اس مصنوعی عقد کو وہ توڑ ہی سکتے ہیں یا نہیں۔

اس بد مزگی کی تصویر منوجی کے الفاظ میں سناتا ہوں کہ شراب پینے والی اور سادہ ہونے کی خدمت نکرے والی اور دشمنی کرنے والی اور پارلیوں سے بھری ہوئی اور گھات کرنے والی اور ہر جہت دولت کو نیست فنا بوجہ کرنے والی عورت ہو۔ تو دوسرا دواہ کرنا چاہئے

باب ۹۔ فقرہ ۸۰

اس فقرہ رشوک میں منوجی نے ادنیٰ خرابیوں کا ظاہری الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ جن کی وجہ سے مرد و عورت میں بد مزگی رہتی ہے۔ مگر میں اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ مرد و عورت میں ایسا اوقات ایسے امر کی بابت ہی بد مزگی رہتی ہے۔ جسکو ان دونوں کے سوا تیسرا کوئی آدمی جان نہیں سکتا۔ خیر کوئی وجہ ہی ہو جو میاں بیوی میں بد مزگی کا باعث ہو۔ تو ان دونوں کی بد مزگی رفع کرنے کی کیا صورت۔ منوجی نے اتنا کہہ دیا کہ ایسی صورت میں دوسری شادی کرے۔ مگر اس پہلی شادی کا سرانجام نہ بتلایا۔ قرآن شریف چونکہ حکیمانہ کتاب ہے۔ اس لئے وہ جو حکم دیتا ہے۔ فلسفہ الہیات پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ اسی صورت میں عورت اور مرد دونوں کو اس عذاب الیم سے جس کی بابت

ایشیا کے فخر شیخ سعدی مرحوم نے فرمایا ہے۔ تہی پائے رفتن بہ از گفتن تنگ بماند سفر بہ کرد حنا جناب نجات دلائے کو فرماتا ہے۔ اِنَّ تَلْتَفْرَقَا لِيَقْتَبَا اِنَّهٗ كَلَامٌ مِّنْ مَّعْبُوتٍ اِذَا رَدَدْتُمْ مِیَاہِیْ بَدْرٌ یُّوْطَلِقُ جِدَا ہُوَ جَاوِسٌ۔ تو خدا ان دونوں کے لئے اور کوئی اچھی صورت بنا دے گا۔ یعنی ہر ایک کو اس کا جوڑ ملا دے گا۔ جس سے دونوں آرام پاویں گے۔ سو امی دیا نڈے یہی عورت خاندان میں بد مزگی کے سبب پر غور کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں بد عورت یا بچھوڑے تو آٹھویں برس یا ساتھ ۳۲ برس تک عورت کو حمل نہ ٹھہرے۔ اولاد ہو کر مر جائے۔ تو دسویں برس۔ جب جب اولاد ہو۔ تب تب لڑکیاں ہی ہوں۔ لڑکے نہ ہوں۔ تو گیارہویں برس تک اور جو بد کلام بولنے والی ہو۔ لڑکی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ دستیار تھہر کا شہلا

اس اقتباس میں عورت کو چھوڑنے کا حکم کیا مطلب رکھتا ہے۔ اسکی شرح کفر جارا کام نہیں۔ اگر یہ چھوڑنا ادنیٰ معنی میں ہے۔ جسکو اسلامی محاورے میں طلاق کہتے ہیں۔ تو میں اسپر کہوں گا۔ کون کہتا تھا کہ تم ہم میں جدائی ہوگی یہ ادائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی اور اگر اس کا مطلب کچھ اور ہے۔ تو وہ مطلب بتلانا آریہ سماج کا فرض ہے۔ اس سوال کا جواب دینا ہی آریہ سماج کا فرض ہے۔ جو اس قسم کی بد مزگی پر وارد ہوتا ہے۔ کہ عورت مرد کی رہائی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ چلتے چلتے ایک سوال اور پیش کر دوں۔ شاید آریہ سماج اسپر ہی عقد کر کے سو امی دیا نڈے ستیارتھ میں جو ایک بڑی لمبی چوڑی نہرست ان عورتوں کی دی ہے جن سے نکاح کرنا منع کیا ہے۔ مثلاً ایسے بالوں والی بھورے بالوں والی۔ مرد سے لمبے قد والی۔ گنگا جی

ناموں والی۔ پہاڑوں اور سانپوں کے ناموں والی۔ وغیرہ ستیارتھ رکھنا

اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بھری میں پا دہو کہ میں اسی عورت سے نکاح کرے۔ تو کیا کرے بنا ہے تو کیونکہ فلسفہ کا فتوے ہے۔ کہ غلطی کرنا ایک گناہ ہے۔ تو اسکو قائم رکھنا سران اور گھڑی کا گناہ ہے۔ پھر یہ شخص کرے تو کیا کرے۔ جب تک طلاق کے مسئلہ کو جاہلی نہ کیا جاوے شادی کا مسئلہ اس اوقات اس سے کم نہیں ہوتا کہ اس کی بابت کہا جائے

ابتداءً عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا مختصر یہ کہ اسلام نے عورت کو کیا اپنے خاوند کے مقابلہ میں۔ کیا اپنے بہائیوں کے مقابلہ میں۔ کیا اپنے ماں باپ کی ماتحتی میں پورے حقوق دلائے ہیں اس لئے میں اس شعر پر کلام ختم کرتا ہوں

بس تنگ نہ کرنا صحیح نا داں اتنا یا چل کے دکھاوے دہن ایسا کر ایسی اس کے بعد

آریوں کی طرف سے اسی عنوان پر ایک مضمون پڑھا گیا۔ اس کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ مگر انیسویں سوال و جواب کا رخ محققانہ نہ ہوا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ بحث مرکز پر آئے۔ مگر آریہ مناظر مرکز پر نہ آیا۔ میرا آیا۔ میں نے کہا۔ کہ دونوں مضمونوں کے بیانات سے بطریق عدالت امر تنقیح جو نکلتا ہے یہ ہے۔ کہ عورت مرد کے ماتحت ہے یا مساوی میں اسکو ماتحت جانتا ہوں۔ ثبوت بذمہ مدعی۔ اسپر میں منو اور سو امی دیا نڈے کے اقوال سنائے جن سب کا مطلب یہی تھا۔ کہ عورت مرد کے ماتحت ہے۔ مساوی نہیں۔ مگر آریہ مناظر نے انکو قبول نہ کیا۔ بلکہ وہ معمولی طور پر ادھر ادھر جاتا رہا۔

منو کا ایک قول یہاں بھی ناظرین کی دلچسپی کے لئے نقل کرتا ہوں۔ سنئے۔

عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں

ایسی کتاب میں اجنبی اور تعلیم یافتہ تاملیہ تہذیب کی گوی ہے تاہم دینیہ قیمت سہرا بیچ

رہے۔ اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں
اور بعد وفات شوہر کے اپنے بیٹوں کے اختیار
میں رہے۔ خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے
رمز باب ۵ - فقرہ ۱۲۸

کیا اصناف اور صرح مکم ہے جس سے اسے اور
کا آدمی ہی بغیر ذرا سی داغ سوزی کے سمجھ سکتا ہے
کہ مذہبی صفات فرما رہے ہیں۔ کہ عورت مرد کے
باخت اور تابدار ہے۔ مساوی نہیں۔ کجا یہ کہ
افضل اور برتر ہو۔

حضرت امام اہل سنت سے جو مباحثات سماجوں کے
آسان طلبوں پر ہوتے ہیں۔ ان میں
یہ دستور ہے۔ کہ مخالفت ان پر سوال کرتے ہیں اور
وہ جواب دیتے ہیں۔ اور بحیثیت مجیب جواب دہ
آخر یہ ہے۔ مگر یہ سماج کی دور میں نگاہ اور
باریک بین عقل اسی نہیں۔ کہ چوک جاتے۔ اس دفعہ
جو مباحثہ ہوا۔ اس میں اعتراض ہی آریہ سماج ہی کی طرف
سے ہے۔ اور مجیب مسلمان۔ مگر آفر وقت ہی
آریہ مقرر کو دیا گیا۔ حالانکہ کہا گیا۔ کہ بحیثیت مجیب
ہونے کے آفری وقت ہمارے۔ اور مقررہ وقت
جو دس بجے تک تھا۔ ٹھیک میری آفری تقریر پر
ختم ہوا۔ مگر آریہ سماج اور اس کے قابل صدر پنڈت
رام کھجرت جی نے وہی کیا۔ جو ان کے خیال میں سماج
کے حق میں بہتر تھا۔

باد جو آریہ مقرر کی سخت کے چکا اقرار خود
صاحب صدر جلسہ نے کیا۔ اور باوجود حق تلفی کے مسلمانوں
نے ناشائستگی سے مباحثہ کو انجام دیا۔ اس لئے جمیوں
صدر جلسہ کی طرف سے پنڈت ٹھاکر دست مشرما
موجود امرت دم راسے مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے
ہوئے کہا۔ کہ مسلمانوں سے جب کبھی مباحثہ
ہوتا ہے۔ برائیت اور لوگوں کے متانت اور
مشائستگی سے ہوتا ہے۔ کیوں ۹ سے

جتنا جی چاہے ستائیں ستم ایجا ہمیں
نقل تصویر ہیں آتی نہیں فریاد ہیں

گورنمنٹ کا جدید قانون متعلق غلط

اور

حدیث احسنا

مسلمانوں کا بہت پرانا دعویٰ ہے۔ کہ جو احکام
اسلامی شریعت نے کیا۔ از قسم عبادت اور کیا از قسم
سیاست بتائے۔ ہم کو سب کچھ سکھا دیا۔

عوض ہوا۔ یعنی ایک رسالہ لکھا تھا۔ جس کا نام ہے
ادب کلیم اور بدلتش۔ سیاست محمدیہ اور قوانین
انگریزیہ کا مقابلہ۔ اس رسالہ میں اسی موضوع پر بحث
ہے۔ جو قائلید ہے۔

آج ہم میں مضمون پر یہ نوٹ لکھنا چاہتے ہیں وہ
گورنمنٹ ہند کا جدید قانون ہے۔ متعلقہ غلط۔ جو
حضور علیہ السلام کی رحمدلی اور رعایا پر درسی کا کافی
ثبوت ہے۔

کون نہیں جانتا۔ کہ موجودہ جنگ کی تکالیف میں
سب سے بڑی تکلیف گرانی غلہ کی ہے۔ گرانی غلہ کیل
ہے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ
باہر جاتا ہے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ
کم ہے۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ غلہ کے سوداگر حساباً کہہ سکتے
میں عموماً دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ غلہ کو بند کر رکھتے
ہیں۔ جسکو غلہ یا حدیث نبوی میں جٹکار کہا جاتا ہے
اس کی بابت گورنمنٹ ہند کے گزٹ کا غیر معمولی پرچہ

شائع ہوا ہے۔ جس میں تجارت کے متعلق حضور
والیسا کا ہنگامی قانون (آرڈیننس) نمبر ۹
مشہر کیا گیا ہے۔ اس قانون کے رو سے
گورنمنٹ ہند کو تمام تجارتی اشیاء کی مقدار
ہائے موجودہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے
اور ایسے گوداموں کو جو بلا معقول وجہ کے
فروخت کے جلنے سے روک رکھے ہو
اپنے قبضہ میں لینے کے اختیارات دئے گئے
ہیں۔ اپنے قبضہ میں لینے کے اختیارات
دئے گئے ہیں۔ قانون کل ہندوستان کے
لئے ہے۔ ہر گمانہ ہی جو مالک کی طرف سے

کسی تجارتی عین کی فروخت کر سکتا ہے۔
مالک منقول ہوگا۔ ہر کوئل گورنمنٹ کو بھی
اس ضابطہ کی رو سے یہی اختیار دئے
گئے ہیں۔ ہر مالک عین کو حکم دیا جاسکے گا
کہ وہ وقت مقررہ کے اندر اپنے گودام کی مقدار
وغیرہ سے مطلع کرے۔ یہ اطلاع مخفی رکھی
جائے گی۔ اور صرف اس صورت میں ظاہر
کیجائے گی۔ جبکہ مالک کی طرف سے غلط
اطلاع ملنے کی صورت میں مقدمہ فوجداری
چلانے کا فیصلہ کیا جاوے۔ غلط اطلاع
ملنے کا شبہ پیدا ہونے پر یا یوں ہی اطلاع
کی تصدیق کے لئے افسر مجاز گودام میں خود
داخل ہو کر اس کی پڑتال کر سکے گا۔ جو شخص
اطلاع تحریری ہم پہنچانے سے انکار کرے
یا جان بوجھ کر غلط اطلاع تحریر کرے۔ یا
افسر مجاز کو پڑتال نہ کرے دے یا اس کے
کام میں مزاحم ہو۔ یا اس کے سوالات کا
جواب نہ دے۔ یا غلط جواب دے۔ تو ہر
قسم کی سزائے قید کا جو چھ ماہ تک ہو سکتی
ہے۔ یا جواز کا جس کی مقدار ایک ہزار روپیہ
تک ہو سکتی ہے۔ یا دو ہزار روپیہ کا مستوجب
ہوگا۔ گورنمنٹ ہند اور کوئل گورنمنٹ اس امر
کی ہی مجاز کی گئی ہے۔ کہ اگر کسی رقبہ میں کوئی
تجارتی عین فروخت سے بلا وجہ معقول روک
لی گئی ہے۔ تو وہ اعلان عام شائع کر کے
اس عین کو اپنے قبضہ میں لے سکے گی۔ مالک
عین کو وہ قیمت دی جاوے گی۔ جو افسر مجاز
اور مالک میں باہمی رضامندی سے طے ہو
یا اگر سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ تو جو قیمت افسر مجاز
مناسب تصور کرے۔ اس کی ادا کی جائے گی۔
جائے پر عین مذکورے جاوے گی۔ اگر مالک کو
اٹا شدہ یا پیش شدہ قیمت سے اختلاف ہو
تو خواہ وہ قیمت لے چکا ہو۔ جو وہ دن کے
اندر یا کسی طویل تر سیاد میں جو مقرر ہو۔ محکمہ
مجاز میں اپیل کر سکے گا۔ محکمہ مجاز میں کم از کم

القرآن العظیم - قرآن مجید کے اہل بی بوشکا بورت قیمت ارتیز

تین شخص ہو گئے جن میں سے ایک لازمی طور پر تجارت پیش ہوگا۔ محکمہ مذکور تمام حالات کو مد نظر رکھ کر قیمت کو بڑھا دینا اچھا دیکھنے کا مجاز ہوگا۔ بڑھوتی کی صورت میں زیادہ رقم مالک کو ادا کر دی جاوے گی۔ بصورت تصنیف فاضلہ ادا شدہ رقم مالک جنس سے لقایا ناگزیری کی طرح قابل وصولی ہوگی۔ کوئی عدالت اس ضابطہ کے مطابق صادر شدہ کسی حکم یا فیصلہ کے متعلق کوئی کارروائی نہ کر سکے گی۔ اور نہ اس ضابطہ کے مطابق نیک نیتی سے کوئی کارروائی کرے والے امر کے برخلاف کسی قسم کی دیوانی یا نوعداری مالش یا اد کوئی قانونی دائرہ کی جاسکے گی۔

ریش ہریگیر

اس قسم کے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ پہلے عریض شریفین میں آیا ہے۔ من احتکر نہو خطاطی (مسلم) یعنی جو کوئی غلہ کو بند کرے۔ اور ضرورت کے وقت فروخت نہ کرے۔ وہ مجرم ہے ایک حدیث میں فرمایا۔ الجالب مرتزق والمحتکر ملعون دا بن ماجہ) جو کوئی یا ہر جا کر غلہ لاوے اور منڈی میں فروخت کرے۔ اسے خدا رزق دے اور جو غلہ کو بند کرے۔ خدا اس پر لعنت کرے۔

اس حدیث کو اس جدید قانون سے ملا کر مسلمان غور کریں۔ کہ خدائے اپنے نبی کو کیسی پاکیزہ تعلیم دی تھی۔ آج جو حکم سلطنت کی طرف سے بہت سے غور و خوض اور ممبران کے مشورہ سے جاری کیا جاتا ہے۔ وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی ہم کو فرمایا ہوا ہے۔ پس ہے کہ

احسن یوسف دم عیسیٰ ید بصینہ داری
آنچه خوبیاں ہر دارند تو تہنہ داری

اسلام اور برٹش را یعنی سیاست محمدیہ اور قوانین انگریز یا کالجیہ مقابلہ قیمت میسر

کالفرنس اخبار اور جماعت المحدث

حضرات! اس مضمون کا سلسلہ قریب دو سال سے جاری ہے۔ مگر سوائے اس عاجز کے کسی صاحب کو ہمت نہ ہوئی۔ کما س میدان میں ہی خامہ فرسائی فرماتے۔ کچھ صلاحیں بتاتے۔ میرے معروضات کی تردید یا تائید کرتے۔ تدابیر پر عمل کرنے کی سکیم بتاتے۔ عمل کرنے پر طیاری ظاہر کرتے۔ مگر مجھ والد کالفرنس کی مجلس شوریٰ میں کچھ ہوتا جاتا ہے۔ سابق میں میں ہر طبقہ کے لوگوں کا نقشہ دکھایا تھا اور انکی حالت پر اظہار تاسف کیا تھا مگر میرے اس تاسف کا عمل بجز تاسف اب تک کچھ نہ ہوا۔

ہائے قوم یہ نہ سمجھیے
خدائے آج تک اس قوم کی حالت نہیں ملی
نہ سوجس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
علماء کی حالت ناگفتہ بہ پر جب قدر افسوس کیا جاوے
کم ہے۔ عناد باہمی و حسد کا یہ حال کہ اگر کوئی یہ آیت
پڑھدے۔ لو شرسندہ ہونا پڑے۔ معاذ اللہ ہمارے
دشمنوں پر یہ صادق آتا ہے۔ الْقینا بئیر کھا لعدا
والبعضاء حکما لازمی نتیجہ ہے۔ جبریت علیہم
الذکاة والمنسکنة۔ اختلاف باہمی جو ٹیک ٹیگی پر
مبنی ہو۔ برا نہیں۔ مگر وہ اختلاف جو تئیا بئیرہم
کا منشا ہے۔ قابل ہزار لفرین ہے

اسی اختلاف کی فرع ہے، اپنے کو حنفی المحدث کہتا۔ اور اخبار المحدث کو چغلی کھانے کی دہمکی دینا کہ ہم شکایت کریں گے جب ہمارے توہانگے ناچار سے نیز اسی اختلاف دعدناد کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا صاحب عبدالمصاحب ایسے کریم النفس اور مستقی کو معاذ اللہ ٹھہرانا۔ وغیرہ۔

علماء کی اس خود پسندی سے عوام نے خود سری کا فائدہ اٹھایا۔ جو لازم و ملزوم تھا۔ اب گزارش ہے کہ اہل علم اپنے علم و فضل سے لوگوں کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا نہیں۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جن میں لفاق و شفاق کی ہوا میں جل رہی ہیں

وہ تو کسی کام کے نہیں۔ نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ ان سے سیر دست کچھ امید رکھنا چاہئے۔ ہاں جو حسد اور خود پسندی کے شرخیز لوگوں سے محفوظ رہیں۔ وہ اگر اظہار سے ہوں۔ تو کام میں جائے سب سے پہلا کام تو یہ کریں کہ کالفرنس کی ممبری قبول فرمادیں۔ اور اس کے ماتحت اپنے مقام پر ایک ایک انجمن کھولیں۔ اس وقت تک جتنی انجمنیں قائم ہوئی ہیں۔ بہت کم ہیں۔ اور کالفرنس کی وسعت و ہمت پر نظر کرتے ہوئے گویا کچھ ہی نہیں۔ اور اس کے تعلق کے لحاظ تو جو ہیں بھی وہ بھی کچھ نہیں ہمارے علامہ اڈیل صاحب دسکری کا لفرنس براہ کرم کالفرنس کے ماتحت انجمنوں کی ایک فہرست شائع کریں۔ تاکہ ہمیں یہ اندازہ کرے کہ موقع ملے کہ ابھی کہاں کہاں زیادہ ضرورت ہے۔ لکھتے صنایع ایسے ہیں۔ کہ ان میں المحدث ہیں۔ اور انجمن نہیں دیاں کے علماء توجہ فرمادیں۔ تو کام میں جائے۔ دوسرا کام یہ ہوگا کہ سب علماء کرام انجمنہاں ماتحت

سے فہرست کوئی اتنی طویل نہیں جہا تک مجھے علم ہوا ہے۔ کم دیش مقامات ذیل میں انجمنہاں المحدث کھلی ہیں۔ جن میں بعض کچھ کام کئی ہیں۔ بعض سست ہیں کلکتہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ لٹاپور۔ فیروز پور۔ مراد آباد میرٹھ۔ جمالی پور۔ بریلی۔ ناگپور۔ بنارس۔ ملتان وغیرہ کسی مقام کو میں کھولا ہوں تو اس مقام والے یاد دلا دیں۔

افسوس تو یہ ہے۔ کہ فیض آباد اور سیالکوٹ میں ابھی تک انجمن المحدث قائم نہیں ہوئی۔ اور اہل علم جانتے ہیں یہ بھی کسی علم کا سلسلہ نہیں ہوتا۔ جہاں کالفرنس اور دوسری انجمنوں سے از قسم یہی ہے جس کے جواب کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم اپنی ذاتی ادارے جواب دیتا ہوں۔ کہ اخبار کالفرنس اور انجمنوں کا اگر کوئی با لفاق دیگر سچا خادم اور ان کے مقاصد کی سفت اشاعت کرے تو اللہ کے لیکر اس کے معنی یہ نہیں کہ خاکسار اڈیل ان کے مقاصد کے مشرق کی ایک انجمن سے اسکو شرکت طلب کا حکم پہنچے۔ تو وہاں پہنچے تھے ہی مغرب سے پہنچے۔ تو وہاں ہی اسکی تفری فرمادی ہے۔

وہ تو کسی کام کے نہیں۔ نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ ان سے سیر دست کچھ امید رکھنا چاہئے۔ ہاں جو حسد اور خود پسندی کے شرخیز لوگوں سے محفوظ رہیں۔ وہ اگر اظہار سے ہوں۔ تو کام میں جائے سب سے پہلا کام تو یہ کریں کہ کالفرنس کی ممبری قبول فرمادیں۔ اور اس کے ماتحت اپنے مقام پر ایک ایک انجمن کھولیں۔ اس وقت تک جتنی انجمنیں قائم ہوئی ہیں۔ بہت کم ہیں۔ اور کالفرنس کی وسعت و ہمت پر نظر کرتے ہوئے گویا کچھ ہی نہیں۔ اور اس کے تعلق کے لحاظ تو جو ہیں بھی وہ بھی کچھ نہیں ہمارے علامہ اڈیل صاحب دسکری کا لفرنس براہ کرم کالفرنس کے ماتحت انجمنوں کی ایک فہرست شائع کریں۔ تاکہ ہمیں یہ اندازہ کرے کہ موقع ملے کہ ابھی کہاں کہاں زیادہ ضرورت ہے۔ لکھتے صنایع ایسے ہیں۔ کہ ان میں المحدث ہیں۔ اور انجمن نہیں دیاں کے علماء توجہ فرمادیں۔ تو کام میں جائے۔ دوسرا کام یہ ہوگا کہ سب علماء کرام انجمنہاں ماتحت

ملک اودھ کی دینی حالت

بیارے ناظرین! السلام علیکم۔ قتل رائے بریلی سے تو غالباً آپ لوگ واقف ہو گئے۔ اس ضلع میں ایک بہت پرانا قصبہ جالیں کے نام سے مشہور ہے اس میں ہر قوم آیا رہیں۔ خاصاً مسلمان زیادہ۔ سادات تو علی العموم اہل تشیع کا مذہب رکھتے ہیں باقی سنی حنفی المذہب۔ اون میں ہی دو گروہ چند افراد تو دیوبندی علماء کے معتقد باقی رضانیہ پارٹی کے ہم خیال ہیں۔ یہاں دس مدرسے کا بھی اکثر شغل رہتا ہے۔ علاوہ اور تعلیم کے بچوں کو پلے قرآن شریف حفظ کرایا جاتا ہے۔ حافظ قرآن یہاں کثرت سے ہیں۔ ہر گھنٹی کو جے میں میلا دشریف کا چرچا رہتا ہے۔ یہاں کی عورتیں ہی بڑے سادہ و سادہ سے محفل میلا کرتی ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ رجب کی تالیسیوں تاریخ کو ایک طلبہ رجبی شریف کا بھی بڑے دھوم دھام سے منعقد کیا جاتا ہے۔ بیرونات سے بڑے بڑے شاہ صاحبان جتیا پوش۔ صوفی شرب تشریف لا کر شرکت کرتے ہیں۔ اس طلبہ میں وہ بیوں کی خوب ہی ڈرگت کی جاتی ہے۔ یہ طلبہ ایک جوان العمر بزرگ شاہ صاحب کے اہتمام سے ہوتا ہے جو اکثر یہاں تشریف لایا کرتے ہیں۔ تین ملت سے زیادہ قصبہ کے لوگ آپ کے مرید ہیں۔ آپ کا تصور ہنایت بڑھ چڑھا ہوا ہے۔ اکثر لڑکیوں و جوان عورتیں ہی آپ سے فیض حاصل کرتی ہیں ایک صفت آپ میں یہ بھی ہے کہ آپ وہاں بیوں کی خوب ہی شناخت کرتے ہیں۔ خدا نخواستہ اگر کوئی دیوبندی شامت اعمال سے آپ کی مجلس مبارک میں آئیں شریک ہو گیا۔ تو فوراً سے پیشتر بدلو سے پہچان لیتے ہیں۔ آپ جناب شاہ جامی وارث علی صاحب دیوبند ضلع بارہ بکشی کے خاندانوں کے ہیں۔ آپ کا نام جامی و اسم گرامی جناب مولانا شاہ محمد شفیق صاحب ہے۔ آپ کے کمالات کے تمام اہل قصبہ عورتوں میں۔ اس لئے درجہ کمال ہے۔ کہ آپ کو بزرگوں کے مزاروں سے بشارت ہوا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ قصبہ کے لوگوں سے

حاصل ہوئی تھی۔ اور چار سو نوے دفعہ مغلوب ہونا پڑا زائد مذکور کے جلاخاریات ہیں سے معرکہ ہائے فرانس کو ۲۲ فی صدی معرکہ ہائے سٹریا کو ۱۶ فی صدی۔ معاریات انگلستان کو ۲۰ فی صدی معاریات روس کو ۱۹ فی صدی جنگ ہار جو سنی کو ۱۸ فی صدی۔ جنگ ہار سپانیہ کو ۱۶ فی صدی اور معرکہ ہار دولت عثمانیہ کو ۱۲ فی صدی کی نسبت حاصل ہے۔ جرمنی و انگلستان سو میں سے ۶۵ دفعہ مظفر و منصور اور ۲۵ دفعہ مغلوب ہوئے ہیں فرانس کو ۱۷ دفعہ سے آج تک مختلف اوقات میں پندرہ سلطنتوں سے جنگ کرنی پڑی ہے۔ اور تنہا آسٹریا کے برخلاف وہ دو سو یا سو دفعہ معرکہ آرا ہوئی ہے۔ انگلستان فرانس کے خلاف لڑنے میں ایک سو بیس مرتبہ ناکام رہا ہے۔ اور ایک سو پچیس دفعہ اس پر غالب آیا ہے۔ فرانس نے سپانیہ سے جو معرکے کئے ہیں ان میں اسے ایک سو نوے دفعہ فتح اور ۵۵ دفعہ شکست ہوئی ہے۔ ڈھائی سو سال سے قطع نظر اگر موت گذشتہ پچاس سال کی تاریخ پر نظر کی جائے۔ تو چودہ معاریات ایسے دکھائی دیتے ہیں جن میں یورپین المواج کو سینہ سپر ہونا پڑا ہے۔ ان میں سے پہلا معرکہ ۱۷۹۱ء میں ترکی و روس کے درمیان واقع ہوا تھا۔ اس کے بعد ۱۷۹۴ء میں فرانس نے تونس پر ۱۷۹۵ء میں چین پر اور ۱۷۹۷ء میں ماسکو پر حملہ کیا۔ ۱۷۹۹ء میں ترکی اور یخاں کی جنگ ہوئی۔ ۱۷۹۹ء میں اسی سینیا و حبش کے مابین لڑائی ہوئی۔ ۱۷۹۹ء میں امریکہ و سپانیہ کے مابین معرکہ ہوا۔ ۱۷۹۹ء میں انگلستان کو ٹرانسوال سے لڑنا پڑا۔ ۱۷۹۹ء میں چین میں بوکسر دن کی سرکوبی کے لئے وہاں یورپین اپنے اپنے لشکر بھیجے۔ ۱۷۹۹ء میں روس و جاپان کا مشہور معرکہ ہوا۔ ۱۷۹۹ء میں فرانس نے فاس (مراکو) پر چڑھائی کی۔ ۱۷۹۹ء میں سپانیہ نوئی فوج فاس پر چڑھ دوڑیں۔ ۱۷۹۹ء میں ترکی و اطالیہ کی جنگ ہوئی۔ ۱۷۹۹ء میں جنگ بلقان چھڑ گئی اور اب یعنی ۱۷۹۹ء میں قریباً تمام وہاں یورپینوں نے اپنی طرف سے جنگ کا آغاز ہوا ہے جبکہ انجم یعنی انصاف بفرین (دعویٰ)

کے اغراض و مقاصد کو طے فرمادیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ ماتحت انجمنوں کے مقاصد وہی ہوں۔ جو کانفرنس کے ہیں۔ اور ان کا کل انتظام کانفرنس سے ایسا وابستہ رہے۔ جیسے کچھ سٹی بیڈیگر کے قبضہ اختیار میں رہتی ہے۔ ان سب انجمنوں اور خود کانفرنس کو حاجی سنت حاجی بدعت اخبار المحدثہ سے کیا تعلق ہوگا۔ اس میں آگے چل کر یہ تفصیل بیان کروں گا۔ انشا اللہ اور خدا کرے میرے بیان کو اس سے پہلے ہی کانفرنس کی مجلس شوریہ خصوصاً مولانا فضل امرت سری اور میر عبد السلام صاحبان اور دیگر تمام انجمنوں و اہمیت کے اراکین بیان کر دیں۔ یہ ہیں اس مضمون کو ختم کر کے آسا اور یکدیتا ہوں۔ کہ انجمن ہار ماتحت کا تعلق کانفرنس سے قابل غور ہے۔ اور خصوصاً یہ بات کہ ماتحت انجمنوں کی آمدنی میں سے کانفرنس کے خزانہ میں کیا پہنچانا چاہئے؟ میرا خیال ہے کہ کم سے کم پانچواں حصہ امید کر دیں۔ حضرت اپنی آرزو مبارک سے مشاد فرمادیں گے۔
رحمہمہ یوسف شمس محمد سری

گذشتہ تین سو سال گذشتہ تین صدیوں کی تاریخ جنگ میں یعنی ۱۶۱۸ء سے ۱۹۱۷ء تک نیا کھڑے ہیں ایک ہزار سات سو دو جنگیں وقوع پذیر ہوئیں۔ ان میں سے دو ادرین معرکہ ترکی اور ونڈیک (ولیس) کے مابین واقع ہوا تھا جو ۱۶۷۵ء سے ۱۶۷۹ء تک جاری رہا اور جس کے شعلے پورے پچیس سال تک مشتعل رہے۔ اس کے مقابلے میں کوتاہ ترین جنگ شارل البرٹ نے آسٹریا کے خلاف بپاکی تھی جس کی مدت قیام صرف چھ روز تھی۔ ان تین صدیوں کے عرصہ میں جس حکومت کو سب سے زیادہ معاریات کا سامنا رہا ہے۔ وہ جمہورہ فرانس ہے۔ اس لئے اس عرصہ میں ایک ہزار شتر بار جنگ کی ہے جس میں سے پانچ سو شتر دفعہ سے فتح

تقابل ثلاثہ۔ قرابت انجیل اور قرآن کا مقابلہ قرآن مجید کی نصیحت کا ثبوت عسائیر کوش کا الفاظی نعتیہ شہادت موشکولہ اکبر عرفہ امیر

رخصت ہو کر وطن کی جانب مراجعت فرمائے گئے۔ تمام مریدین مشایعت کی غرض سے آپ کے ہمراہ تھے قصبہ کے باہر آپ ایک مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ فاتحہ خوانی کی حالت میں آپ کو مزار شریف سے وطن جانے کی ممانعت ہو گئی لہذا مجبوراً آپ واپس آئے۔ اوس کے دوسرے روز آپ کے خدا مول سے ایک خادم کو خواب میں اہام ہوا کہ کوئی بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ جناب شاہ صاحب کے ذریعہ سے قصبہ کے لوگوں کو خوب ہی ہدایت ہوئی ہے۔ چنانچہ پھوڑے سی دونوں میں اپنے خواب کو سجا کر دکھایا۔ دونوں سے ایک قریباً مکمل زمین دوز ہو گئی تھی۔ جبکہ نشان تک نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اور اہل قصبہ کو بھی اوس قبر کا پورا علم نہ تھا۔ آپ کو کشف کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ نشان بزرگ کا خزانہ ہے۔ لہذا آپ کی ہدایت کی وجہ سے اب اوس پر بھی چادریں چڑھنے لگیں قصبہ ہذا میں جناب کی ہدایت کا انبیا سلسلہ جاری ہے اور ہر خیر و دکھان آپ پر ایسا گردیدہ ہو رہا ہے کہ کیا مجال۔ آپ کے خلات دوسرے مولویوں کی تقریر سنیں۔ آپ دوچار مہینے مسلسل یہاں قیام فرما کر مریدوں کے عقائد کی اصلاح کرتے ہیں۔ آپ کی اصلاح زیادہ تر وہابیوں سے نفرت دلائے کی رہتی ہے۔ غرضیکہ آپ میں بڑے بڑے اوصاف اور کمالات ہیں۔ جس کے بیان سے زبان عاجز اور قلم قاصر ہے۔ ناظرین گھبرائے نہیں۔ آگے چل کر کچھ اس سے ہی لطف کی باتیں سناتا ہوں۔ قصبہ ہذا کے اردگرد بزرگوں کے بڑے بڑے مزارات ہیں۔ تین قریب نو گز کی لمبی دو اندرون قصبہ ادرا ایک قبضے کے باہر بربل سڑک واقع ہے۔ اس سے آگے چل کر جانب چمچ دور کے فاصلے پر متصل عید گاہ ایک پختہ خانقاہ جس کی چار دیواری ہی پختہ مینٹوں سے بنی ہوئی ہے۔ اوس کے اندر ایک قبہ ہے جس کے دروازے پر ایک پنج بنا ہوا ہے۔ اور خانقاہ کے اندر چند درختان بہت پرانے الہی و نبی کے واقع ہیں یہ خانقاہ جناب حضرت مخدوم صاحب کچھوچھو کی

درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس درگاہ کے مجاور بڑے ہوشیار لوگ ہیں۔ اور ایک پرانے علاجی دھند کے خادم ہیں۔ ذی الحجہ کی لمبی تاریخ سے دسویں تک یہاں برابر میلہ رہتا ہے۔ خانقاہ کے اندر دونوں وقت برابر عدالت لگتی ہے۔ آسیب زدہ عورتیں اکثر عدالت میں حاضر ہوتی ہیں۔ اور ہدایت ادب اور خوشوع کے ساتھ قبہ کی طرف ہاتھ باندھ کر دوڑا لایا ہوا ٹھہرتی ہیں جس کے سر پر جن بھوت ہوتا ہے۔ قہ کی برکت سے خود بخود جل جاتا ہے۔ اگر شاہ کسی عورت نے انگا کیا کہ میں نہ چلوں گی۔ تو مجاور لوگ ٹھپوں سے اس کا مونہ لال کر دیتے ہیں۔ اور علاجی تو کمال نیڈٹ کے سونے سے خوب ہی مرمت کرتے ہیں۔ خانقاہ کے اندر ایک چوٹا سا حوض بنا ہوا ہے۔ آنکھوں یا لڑکیں تاریخ کو خود بخود اوس میں پانی ادل آتا ہے۔ اور کچھ پانی دائر میں گویا تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مگر خاص لوگوں کو۔ عام کو نہیں۔ لوگ اوس پانی کو آب زمزم سے بھی زیادہ متبرک سمجھ کر سہرا آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ کچھ چھ شریف کے روز میں ایک ہسپتال کے جا رخت ہے یہ وہاں کیا ہے۔ اور یہاں نبی کے درخت سے چکنا ہے۔ کچھوچھے میں بہرہ بر ملا ہے وہاں پہولائیال آ کر پہلا ہے تعزیہ داری میں بھی یہ قصبہ شہرہ آفاق ہے۔ اپنا ثمانی نہیں لکھتا۔ دور دور کے لوگ محرم میں طحزیہ یہاں تعزیہ دیکھنے کو آیا کرتے ہیں۔ شیوہ سنی دونوں فریق یہاں تعزیہ دار ہیں۔ جھپٹے کے مہینے میں ایک اور ہی میلہ غازی میاں کے تخت کا لگتا ہے۔ یہ وہ میلہ ہے۔ جس روز غازی میاں مشاد میاں کے بعد خلوت فرماتے ہیں۔ نعوذ باللہ من سوء الفہم۔ ناظرین یہ حالت تو قصبہ کے مسلمانوں کی ہے۔ اور قرب و جوار کے مسلمان کا خدا ہی گھبیاں ہے۔ وہ بہار سے تو غازی میاں کی کندوری اور شیخ سرد کا بکرا اور ٹیلے کے مرغے کی سواری۔ دوسری عبادت جانتے ہی نہیں۔ غرضیکہ ادھر کے مسلمانوں

کی ہدایت ناگفتہ بہ حالت ہو رہی ہے۔ اور ہوتی جاتی ہے۔ اب میں ہدایت حیرت اور افسوس کے ساتھ اپنے ناظرین با تمکین کی خدمت میں ہدایت ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں۔ کہ کیا ہمارے علمائے کرام خصوصاً کافر لسن کے واعظین کا فرض نہیں ہے کہ دو ایک مرتبہ اس ظلمت نگر کی طرف ہی دورہ کر کے اوصیہ دست کی حکمتی ہوتی تلواری آبدار کی دہار سے ایک سسکار میں شرمک و ضلالت کے پودے قلعے کو صمبار کر ہوئے ہمارے مسلمانوں کو ضلالت کے گڑھی سے نکالیں قبل اس کے خاکسار نے کئی مرتبہ ذریعہ اخبار الہجدیث جناب مولانا اذیر صاحب فاضل امرتسر مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں اپنی فریاد کو پہنچایا تھا۔ لیکن کچھ توجہ نہ ہوئی اس مرتبہ ہی اپنی فریاد کو پہنچاتا ہوں۔ کیا ہمارے مولانا شیر اسلام قاطع شرمک و بدعات کچھ توجہ فرمادیں گے۔ دیدہ باید۔ خاکسار احقر العباد عبد العالی

امیراں پوری ضلع سلطان پور

یہ شاہ صاحب اگر وہی ہیں جو گوردے کپڑے پہنتے اور کدنگار رکھتے ہیں۔ تو ان شاہ صاحب کو میں جانتا ہوں۔ آپ خوش شکل خوش لباس رہتے ہیں۔ اور اچھلی آبادی کے باشندے ہیں۔ میرے سامنے کو ہمیشہ تو امید دست کی تائید اور اس قسم کی بدعتی اور شرمک رسوم کی تردید کیا کرتے ہیں۔ دہلی میں ہمارے مکرم دوست مولوی محمد حسین صاحب سوداگر کو ملنے کے ہاں ہفت وار دھند کی ہمیں ہوتی ہے۔ اوس میں بھی آپ کا وقت ہوتا ہے۔ اور خوب توجہ دست بیان کیا کرتے ہیں غرض اچھے اچھے مشہور الہجدیثوں سے خصوصاً اس خاکسار سے شاہ صاحب کو بہت محبت ہے اس لئے ترودے کے یہ واقعات جو آئے لکھی ہیں ان شاہ صاحب کے متعلق نہ ہونگے۔ شاہ محمد شفیع صاحب کی نظر سے یہ الہجدیث ہمیں گذرے۔ تو مناسب ہے شاہ صاحب اس کے متعلق خود ہی جواب باعواب

درج کیا خاوسہ کا۔

تکفیر کے فتوے

ہمارے علماء و فضلاء اہل فقہ و محدثین کو قرآن مجید پر تہ تبرک کی بڑی ضرورت ہے۔ خدا بتولنے نے تمام انسانی اقوال کو خواہ وہ انبیاء کے ہوں خواہ اوصیاء کے اور تمام اجتہادات کو بمقابلہ وحی کے رد فرما دیا ہے۔ اور مرت عمل بالوحی کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور ارشاد ہے۔ **هَذَا كِتَابُنَا يَنْطَلِقُ عَلَي كَرِّ الْبَلْحَقِ اَنَا كِتَابُنَا نَسْخُ مَا كُنْتُمْ يَحْمِلُونَ** ترجمہ۔ یہ ہماری کتاب صداقت کے ساتھ بول ہی ہے جو کچھ پوچھنا ہو۔ اسی سے پوچھو۔ **اَنْزَلْنَا اَنْزَالًا** اقوال انسانی کو رد کرتے ہیں۔ جن پر تم عمل کرتے ہو۔ سبحان اللہ۔ خدا نے اپنی پاک کتاب کو ناطق قرار دیا ہے۔ یعنی یہ در وقت قیامت تک تمہاری ہدایت ہر مسئلہ کا کافی دشانی جواب دینے کے لئے تیار ہے۔ پس قرآن سے بڑھ کر کون مفسی اور مجیب ہو سکتا ہے۔

صَاحِبِ حَيٰوٍ خَوْرٍ اور وہ اس وقت کوئی رسول

ہم میں زندہ موجود نہیں۔ اور ارشاد ہے **اَلَا تَلْمِزُوهُ لَمْ يَلْمِزْهُ اَللّٰہُ**۔ اے رسول سلام علیہ تو مردوں کو کچھ نہیں سنا سکتا۔ اور ارشاد ہے **مَا اَنْتَ بِمَسْمُوعٍ مِنْ فِی الْقُبُوْرِ اَللّٰہُ یَعْنٰی** تو مردوں کو قبروں میں سنانے والا نہیں۔ مگر کتاب (قرآن) ازل ایسی ہی قائم۔ رسولوں کا رہنما اور مرشد۔ قیامت تک زندہ اور ناطق ہے۔ پس اسکو چھوڑ کر مردوں سے اپنے ضروری دین و دنیا کے مسائل پوچھنا یا ان کے اقوال پر جن میں اختلافات بھرے ہیں۔ اور انکو کوئی ماسا ہے کوئی نہیں ماننا۔ اور اکثر انسانی اقوال میں کفر و اسلام ایک کا بخود مختلف فرقوں کے نزدیک فرق ہے انکو واجب اہل قرار دینا بد قسمتی۔ یو ایسی اور مولیٰ نفسی ہے۔ اگر مسلمان صرف اس زندہ رسول کو پیشوا مانیں۔ تو آج ہی جنگ ہفتادو دولت کا دنیا سے موزہ کالا ہو جائے۔ اور سب مستعد و مستفیق ہو کر یکجان کر ڈر ڈر غالب بن جائیں

کیونکہ اختلافات انسانی اقوال نے طوا لہ ہے۔ نہ کہماذ اللہ قرآن کریم ہے۔ قرآن میں تو یہ حکم ہے۔ **کُوْنُوْا رَکِبًا نَّیِّتًا** (درداے بن جاؤ) کیا واقعی ہمارے مٹاؤں میں یہ طاقت ہے کہ تجروں میں بیٹھ کر اپنی لال کتاب سے مسلمانوں کی تکفیر کر سکتے ہیں۔ یعنی جسے چاہیں۔ کافر بنا سکتے ہیں۔ یا مومن۔ یہ تو خدائی طاقت ہے۔ **یَرْسُوْا مِنْ یَمَیْنِ اَللّٰہِ فَلَہِ مَضِلٌ لَّہِ وَمَضِلٌ یَضِلُّ لَہِ فَلَہِ اَدٰی لَہِ** یعنی جسکو خدا ہدایت کرے۔ اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسکو گمراہ کرے اسکا کوئی ہادی نہیں) ایسی قدرت و طاقت کے استحصال پر ہم اپنے تبرک یا متکبر علماء کو مبارک باد دیتے اور تحسین کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو کافر بنانے والے پہلے خود کو تو کفر کے دائرے سے نکال کر مومن بنا لیں۔ اگر تکفیر کے معنی مقلدین سے ہیں۔ تو علماء غیر مقلدین (المجديت) سے اپنی نسبت فتوے لیں۔ کہ وہ مقلدین کو کیا سمجھتے ہیں۔ (المجديت) کی کتابیں۔ رسالے اور فتوے دیکھیں۔ جن میں تقلید کو نہ صرف بدعت بلکہ کفر قرار دیا ہے۔ اور قرآن مجید سے اس کے ثبوت میں یہ آیت پیش کرتے ہیں **اَتَّخَذُوْا اَحْبَابًا رَّهْمًا وَّ رَهْبًا نَهْمًا اُرْبَابًا** **مِنْ دُوْنِ اَللّٰہِ** ترجمہ۔ بنا لیا انہوں نے دکا فرولنے) اپنے بزرگوں اور راہبوں کو خدا سے واحد کے مقابلے میں خدا۔ اور اگر تکفیر کے معنی (المجديت) ہیں۔ تو وہ خود کریں۔ کہ **اَللّٰہُ اَنْزَلَ اَنْکُوْا کَیْفَ تَحِبُّوْنَ**۔ وہ یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ **وَمَنْ لَّمْ یُحِکْمْ بِمَا اَنْزَلَ اَللّٰہُ فَالذِّکْرُ لَہُمْ اَلْکَافِرُوْنَ**۔ یعنی جو لوگ ما انزل اللہ (قرآن) کے سوا کسی انسانی کتاب یا اقوال کے موافق حکم لگاتے ہیں۔ کافر ہیں۔ جب مبتدا اور خبر معروف ہوتے ہیں۔ اور پھر ضمیر فصل ہوتی ہے۔ تو حصر در حصر استفاد ہوتا ہے۔ یعنی بڑے کافر یہی لوگ ہیں۔ جو دوجہوں کے ترکیب ہوتے ہیں لہذا تو قرآن کو رد کرتے ہیں۔ پھر اس کی جگہ انسانی

کتابوں پر عمل کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر کون کافر ہوگا۔ **یَرْسُوْا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْبَیِّنٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا** خالد ذکا ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (عمل نہ کرنا جھٹلانا بلکہ رو کر دینا ہے) یہی لوگ ناری ہیں ہمیشہ نار میں رہیں گے یہی حالت باہم کشیدہ سستی۔ احمدی غیر احمدی۔ (مرزائی غیر مرزائی) کی ہے۔ کہ ہر فریق دوسرے فریق کو کافر مطلق سمجھتا ہے۔ الغرض جد ہر دیکھو اسلام میں کافر ہی کا فر نظر آئیں گے میں کہہ میں سب اپنے ہی یاران روشناس وہ کون ہے جو رائدہ دیر منھاں نہیں قرآن میں تو کسی کو کافر بنانے کا حکم کیوں ہوتے لگا۔ اس میں تو یہ حکم ہے۔ **لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْفِی السَّلَامِ اَلسَّلَامُ لَسَتْ مِنْ مِیْنًا** یعنی جو شخص تمہیں سلام کرے۔ اس سے یہ نہ کہو۔ کہ تو مومن نہیں؟

حدیث میں ہی تکفیر کی سخت ممانعت ہے۔ **یَرْسُوْا مَنْ اَسْتَقْبَلَ قَبْلَتَنَا وَصَلَّی صَلٰوَاتِنَا حٰرًا کُلَّ ذُو یَحْتَنٰی فَلَہِ تَلْکَہُ وَا یَدْنٰہِ اَلْحَدِیثُ** ترجمہ جس نے ہمارے قبلہ کی طرف توجہ نہ کیا۔ جس نے ہمارے جسی نماز پڑھی۔ جس نے ہمارے ہاتھ کا توجہ نہ کیا۔ اسکو کسی گناہ کی وجہ سے کافر بناؤ گناہ کی قید ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ کسی بے گناہ کو کافر بنانا تو بڑا ہی ظلم اور قرآن و حدیث کی نافرمانی بلکہ خود کو کافر بنانا ہے۔ نیز حدیث میں ہے۔ **مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَخَلَّ الْجَنَّةَ حَسْبَہُ** (صدق دل سے) ایک بار کہو تو حید پڑھا۔ جنت میں داخل ہو گیا۔ اسلام میں تو یہاں تک رفاہ اور آسانی اور علمائے اسلام کا یہ تشدد کہ تکفیر کی بھیاجی بیٹے ہی ہے متعصب علماء نے اسلام کو اس قابل نہ رکھا۔ کہ کوئی غیر مذہب والا اس کے احاطے میں داخل ہو سکے جب ایک گروہ دوسرے گروہ کو کافر بنا رہا ہے تو جینی آدمی حیران ہوگا۔ کہ میں کس گروہ کا

علم الفقہ - نقد کی سرحد کتابوں اور علم پر عالمانہ بحث و قیمت

فتاویٰ

تصحیح - ۳۰ - ذی الحجہ کے پرچہ میں بچوں کا مسئلہ وارہ کا بیٹا حصہ ہے۔

س ۳۸ - بیوہ و دلنزار سے - و مجوس - و سہو و غیر ہم کفرہ کی وہ دعوتیں مسلمان کو قبول کرنی جن کا انکے مذہب سے کچھ تعلق نہ ہو۔ صرف اتحادی اور شوقیہ معاملہ ہو۔ تو شرعاً روا ہے یا نہیں ہے اور ان لوگوں کے گھر کا کھانا کھانا اور پانی پینا اہل اسلام کو مباح ہے یا حرام ہے (سائل اشرفی)

س ۳۸ - جائز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی دعوت قبول فرمائی تھی۔

س ۳۹ - جو مسلمان کچھ چاہے باقی شہادت پوری روغن فروشی - چونہ سازی - معتماری - نان پزری اور سبزی فروشی - وغیرہ پیشہ کر کے قوت بسری کرتے ہیں - انکو حقیقہ اور ذلیل سمجھا جاتا ہے - اور ان کے ساتھ کھانے پینے سے انکار کیا جاتا ہے پس یہ حالہ از روئے شرع شریف کیا سمجھا جاوے گا؟ (روم)

س ۳۹ - یہ جہالت اور کسم کفری ہے مسلمان کو ایسے خیالات کو پاس ہی نہ لے دینا چاہئے۔

س ۴۰ - مسلمان کو مثل نصائے کے میز کرسی لگا کر بیٹھنا اور میز کرسی کے ذریعہ سے کھانا کھانا اور لکھنا پڑھنا روا ہے یا ممنوع ہے - اور نیراہل اسلام کو گوشت خوردی فرض ہے یا واجب ہے یا طبیعت کی رغبت پر منحصر ہے۔ (روم)

س ۴۱ - میز کرسی پر بیٹھنا - اور لکھنا تو باطل ہے جائز ہے - کرسی پر بیٹھ کر کھانا بھی جائز ہے - گو سنت ہے کہ دین پر بیٹھ کر کھائے - مسلمانوں کو گوشت خوردی فرض واجب نہیں - ہاں جائز ہے - طبیعت نہ چاہے تو نہ کھائے۔

س ۴۱ - ایک محلہ میں ایک ہی مسجد تھی - اور محلہ کے جمیع موحدین اسی مسجد میں نماز پڑھتے تھے - اتفاقاً وہ اپنی موجد کا ایک بیٹا سودا کار دیا کرنے لگا - اور ایک بدعتی کے ساتھ کاروبار شروع کر دیا - بعد اس کے وہاں کے سردار نے سوچا کہ یہ سودا کار دیا را چہا نہیں - چھوڑ دو -

تب ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ہم تو پہ کرتے ہیں یہ کام نہیں کریں گے - اور بہت منت کی - مگر مولوی صاحب نے جو وہاں کے پیر اور سردار تھے - تو یہ نہ کرائی - بلکہ جھڑک کر کہا کہ مسجد سے چلا جا - بعد اس کے سردار مذکورہ نے ان لوگوں کا کھانا بیٹا شادی بیاہ بند کر دیا پھر وہ لوگ چند آدمی اور ملکر ایک مسجد عقلمندہ قائم کی اور اس میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ پڑھتے رہے - ایک مدت تک - اب جو سردار وہاں کا ہے - کہتا ہے کہ تم لوگ توبہ کر کے ایک ہی مسجد میں یعنی مسجد قدیمی میں نماز پڑھو - تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ اچھا نماز جمعہ قدیمی مسجد میں پڑھیں گے - اور اس مسجد جدید میں وقت پڑھیں گے - مگر سردار کہتا ہے کہ نہیں اس مسجد کو ایک دم توڑ دو تو اس مسجد جدید میں وقت نماز ہوگی یا نہیں - اور دونوں مسجدوں کے درمیان بہت کم فاصلہ ہے یعنی تخمیناً دو سو فٹ کا -

اور سردار صاحب کا توبہ بخوانا خطا ہے یا نہیں (دعا علی عبدالرؤف گورابار اردر شد آباد)

س ۴۲ - ایک محلہ میں ایک ہی مسجد موحدوں کی تھی - اور سب لوگ اسی میں نماز وقتہ اور جمعہ پڑھتے تھے - اتفاق سے کسی دنیاوی امور میں فتنہ فساد کے ایک مسجد اور قائم کیا - اور چند لوگ اس میں نماز وقتہ اور جمعہ قائم کیا - اور کھانا بیٹا شادی بیاہ سب یا ہم بندہ - غرض تک - پھر طرفین میں اتفاق ہوا - شادی بیاہ سب طرفین میں ہونے لگا - مگر جمعہ دونوں مسجد میں پڑھتے ہیں اور فرق دونوں مسجدوں میں چالیں ہاتھ کے اندازہ کا ہوگا تو سوال یہ ہے کہ دونوں مسجد میں نماز جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں - در صورت نہ ہونے کے کس میں ہوگی کس میں نہ۔ (روم)

س ۴۳ - جماعت موحدین کی اگر کسی فعل غیر مشروع کی وجہ سے فعل حقہ نوشی چرٹ نوشی یا وہوتی پینے میں پیچھے کو وہوتی لگانا اور تہ بند نہ پہننا - ہر طرح سے کسی مسئلہ فردعی کے اختلافت کی وجہ سے یا ہم اختلافت کر کے جمعہ اور نماز علیہ علیہ ایک ہی محلہ میں قائم کرنا کیسیا ہے؟

س ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - تینوں سوالوں کا مطلب ایک ہی ہے - اور بنگالہ کے دیہات میں ایسے واقعات بکثرت ہوتے ہیں - جواب سب کا یہ ہے کہ مسجد سب کی جگہ ہے - آپس کی رنجش کی وجہ سے نہ آؤ چھوڑنا جائز ہے - نہ کوئی الگ مسجد بنانا درست ہے - اگر بنا دیں گے - تو وہ شرعی مسجد نہ ہوگی - سرداروں کو چاہئے کہ عدل و انصاف کریں - اور ماتحتوں کو چاہئے کہ تاجدار کی کریں - اور داخل غریب فنڈ میں نمبر ۴۲ - حدیث شریف میں وارد ہے کہ لا یذنی الثانی و لیس موہن - اور ایک مولوی صاحب نے دعا میں فرمایا کہ زانی کی دعا چالیس روز تک خدا قبول نہیں کرتا - اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ حدیث صحیح ہے - تو مطلب کیا ہے - اور مولوی صاحب کے فرمان کے مطابق معلوم ہوا کہ جب چالیس روز تک دعا قبول نہیں ہوتی - تو اگر خدا سخاوت سے کوئی بشر زنا کر بیٹھے - تو دعا مانگو کیونکہ جب معلوم ہے کہ چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی - تو دعائی کیوں مانگی جائے (ایک سائل)

س ۴۴ - یہ حدیث چالیس دن تک دعا قبول نہ ہونے والی ہے مولوم نہیں - والمعلم عند اللہ - ۳۰ - باقی داخل غریب فنڈ

س ۴۵ - پرچہ الہدیٰ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۱۷۱ پر سوال ۱۷۱ کا یہ کس کتاب میں ہے - صفحہ حوالہ کتاب - صفحہ مع نام کے دیجئے تو آپ کی عین مہربانی ہوگی - محمد یونس خریار علیہ السلام

س ۴۵ - نیل الاوطار جلد اول صفحہ ۱۹۵

س ۴۶ - کیا وجہ ہے کہ سور کا گوشت حرام ہوا ہے جواب تسلی بخش ہو - (روم)

س ۴۶ - قرآن میں تو صرف اتنا آیا ہے فانک ذبیر وہ ناباک ہے - حکما و اسلام نے کہا ہے کہ اسکی تاثیر سے ان باخلاق ہو جاتا ہے -

س ۴۷ - دونوں جہان کو بیدار نہ کرے پہلے خدا اور محمدی معلق اپنے نوز سو رکھا تھا - تو وہ نوز کہاں کو پیا ہوا تھا؟ (روم)

س ۴۷ - از محمدی کی پیدائش والی روایات

الفیض الطیب - قرآن کریم کی قسموں کی حکمت - بیت ۳ - شیخ

صحیح طور پر نہیں آتے ان کے متعلق کوئی سوال درست نہیں ۳۰ داخل غریب فنڈ

اتحاد اخبار

غریب فنڈ میں ایک آراء منشی عبدالرؤف صاحب امرتسری۔ از فقہ فنڈ عجم۔ سالقہ ۱۹۱۵ء کل عجم۔ از رضا علی لشکر گوالبیار (سال) عجم میزان کل عجم۔ ایک اخبار بنام سائل مذکور جاری کیا گیا۔ باقی رہے کہ (محاسبہ)

جرمن جنگی جہاز ایٹن کا کپتان اور قیصر جرمن کا بھتیجا، انگریزی جنگی جہاز لیبورن میں سوار کر کے اٹل ہینڈ سے گئے ہیں۔ جہاں وہ بطور جنگی قیدیوں کے رکھے جائیں گے۔

ولید عجم جرمی کی نسبت تین قسم کی افواہیں سنی جاتی ہیں۔ بلجی افسر جو پیرس پہنچے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مارا گیا ہے اخبار ڈنٹلی کرانیکل کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ وہ تخت زخمی ہو کر سٹراسبرگ میں زیر علاج ہے۔ لیکن حال کی بعض پولینڈ کی خبروں سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے۔ کہ وہ پولینڈ میں فوج کے ہمراہ دیکھا گیا ہے۔

جرمن کے ایک اخبار نے جو قانون پیشہ لوگوں کا اخبار ہے۔ لکھا ہے کہ جرمنی کے ۵۲۱ ڈیکل میدان جنگ میں آ کر جا چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے قانونی پریذی پریڈی کونسلر اور جج وغیرہ بھی شامل ہیں۔

شاہ معظم (جارج پنجم) میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے زخمیوں کو دیکھا۔ اور فوج کے افسروں اور پریسیڈنٹ فرانس سے ملاقات کی۔ گذشتہ ہفتہ کے اخبار میں۔ روسیوں کی جرمنوں پر جس شاندار فتح کا ذکر کیا گیا تھا۔ وہ فرغلط نکلی۔

ضیعیہ خبروں اتنی تھی کہ جرمن فوج محصور ہو گئی تھی۔ لیکن اٹلی ملک پہنچ گئی اور وہ صحاف پنج نکلی۔ روسیوں کو یقین ہے کہ اگر جرمن فوج چکر نکلیں گے۔

یہ لیکن عنقریب انہیں کامل فتح حاصل ہوگی کیونکہ روسی فوج کو بھی زبردست کمک پہنچ گئی ہے۔ اسٹرووی فوجوں نے بلزاد (دارالخلافہ سوویا) پر قبضہ کر لیا ہے۔

سرووی کی سرکاری اطلاع منظر ہے کہ اسٹروویوں

کی ایک عظیم فوج سرووی کے دو اہم مقامات پر قابض ہو گئی ہے۔

سرووی کی سرکاری رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہی بمقام لینز اور ویزا اسٹروویوں کو شکست دیکر ان کے دو ہزار سے زیادہ سپاہی گرفتار کر لئے ہیں۔

روسیوں کا سرکاری بیان منظر ہے۔ کہ جرمنوں نے لوڈز کے جنوب مغرب میں جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ کیونکہ انہیں زبردست کمک پہنچ گئی ہے۔

جرمن اس جنگ میں ایک قسم کی بے آواز توبہ استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے گوشے سے نہ تو چلتے وقت آواز سنائی دیتی ہے۔ اور نہ ہی گزرتے وقت البتہ جب گولہ پھٹتا ہے۔ تو اسکی آواز سنائی دیتی ہے۔

جرمن نے بحری حملہ کے خوف سے بلجیم کے ساحل کو مستحکم کر لیا ہے۔ ٹانکر کا جنگی نامہ لگا کر انمازہ لگا تا ہے۔ فلیٹرز ڈبلجیم کی لڑائیوں میں ۳۰ لاکھ سپاہی کام آچکے ہیں۔ ان میں سے ۲۰ لاکھ جرمن۔ ۱۰ لاکھ انگریز۔ ۵ ہزار ہندوستانی ہیں۔ اور باقی فرانسیسی دہلیبی۔

جرمنی کے مشہور کارخانہ اسلحہ سازی کرپس ایک عبارہ باز لے کئی بم پھینکے۔ اور خود بچکر نکل آیا۔ نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

فرانس میں متحدہ رائگریزی۔ فرانسیسی۔ بلجی لوہ ہندوستانی سپاہ نے اس ہفتہ معقول پیش قدمی کی۔ کئی قصبوں پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں کی افواج چار حصوں پر منقسم ہیں۔ جن میں سے پہلے لشکر کارمکونڈیا لاپل ہے۔ اس لشکر کا سپہ سالار جنرل سائڈس جرمنی ہے۔ اس لشکر کا کام بلجیوں کے رویہ کی جانچ پڑتال ہے۔

دوسرا لشکر قسطنطنیہ میں ہے۔ اس کا سپہ سالار جمال پاشا وزیر بحری ہے۔ تیسرا لشکر سردروسس پر ہے۔ اس کا سپہ سالار عزت پاشا ہے۔ جو جنگ ہلقان میں ترکی افواج کا

سپہ سالار تھا۔

جو تھا لشکر از میردک شام میں ہے۔ اور اس کا سپہ سالار غالب پاشا ہے۔

ان افواج کی تعداد کئی لاکھ ہے۔ جن میں ترک۔ شامی عرب۔ اور بدوی عرب سب قسم کے لوگ شامل ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ روسیوں نے اسٹروویا کے مقام و لشکو پر قبضہ کر کے اسٹروویوں کے شہر کو قلعہ بند مقام کر کے پورے بارہوی شہر فتح کر دی ہے۔

پرز مسل اسٹرووی شہر قلعہ بند شہر، کاروسیوں نے محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور وہاں کے لاکھ پادری نے ایک اخبار کے نامہ نگار سے بیان کیا۔ کہ پرز مسل میں ذخائر خوراک ختم ہو گئے ہیں۔ زخمیوں کی کثرت سے شہر میں تل دہرنے کی جگہ نہیں۔ اور اب شہر فتح ہو جانے کو ہے۔

لاروکیز وزیر جنگ انگلستان نے امریکہ کے ایک اخبار کے نامہ نگار سے بیان کیا۔ کہ جنگ کم از کم تین سال تک جاری رہے گی۔ اور اس کا خاتمہ صرف اسی وقت ہوگا۔ جب جرمنوں کو پورے طور پر شکست ہو جائے گی۔ (غلا جلد اس جنگ کا خاتمہ کرے)

پیرس کی سرکاری رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ یہ ایک اسی جنگ ہے۔ جس میں ذرقین آفری وقت تک لڑیں گے۔

جب پاکا عدہ فوجیں اپنا کام کر چکیں گی۔ تو پھر لڑنے والے ممالک کے وہ لوگ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ جو قواعد نہیں جانتے۔ انہیں لوگوں پر آفری کامیابی کا انحصار ہوگا۔

جرمن پارلیمنٹ نے ۲-۱۰ اپریل ۱۹۱۵ء کو پوزن قرضہ جنگ کی منظوری دی ہے۔

جرمن وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے انگلستان کو جنگ کا ذمہ دار قرار دیا۔ اور کہا کہ اسے معلوم تھا کہ جرمنی کے خلاف ایک بڑی سازش کی جا رہی ہے۔ لیکن اس نے اسے اس کا کوئی تدارک نہ کیا۔

سپہ سالار تھا۔

تاریخ تجارتی۔ امام بخاری کی سوانح عمری۔ ج ۱۔ صفحہ

پنجاب میں بہت سے پریسوں اور اخباروں کی ضمانتیں ضبط ہو رہی ہیں۔ اور شہر طلب ہو رہی ہیں (خلا حافظہ)

عظیم قاری مولانا محمد رفیع - الفاروق - سیدنا حضرت امیر المومنین علیہ السلام - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی مقدس زندگی کے حالات مولانا صاحب کی تصنیف - شہداء اور شہداء کی بیعت

تیرھویں صدی ہجری کے مجدد و مجدد

حضرت لانا اسماعیل شہید کے پیشوا حضرت لانا سید محمد صاحب بریلوی کے

نادر حالات - واقعات و مکتوبات

جو با اتباع سنت حضرت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت سے تھے لیکن جن کو جناب مولانا اسماعیل نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے خالصتاً ملنا کرتے تھے جن کی سوا کسی کے جائز حرام غذا نہ کھاتے تھے جب وہ لانا میر خاں دہلی لوہنگ کی فرج میں بطور سپاہی کام کرتے تھے۔ تو انگریزی سپہ سالار فرج آپ کے ہمراہ دشمن کے دست میں آگیا۔ اور جنگ سے تائب ہوا جن کے دشمن آپ کو قتل کرنے آئے۔ تو مرید دست بخت ہو جاتے جن کے تمام کو ہمیشہ غیب سے خرچ ملتا۔ جن کی دعا کے شیعوں عالم رویا میں خود حضرت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیحت پا کر رافض ہو تائب ہوا جن کی دعا سے دیوانے ہشیار اور کبلیاں تائب ہو کر شکو کار ہو گئیں۔ جو حج چمکنے اور بستے میں انگریزوں سے انکو دعوت دی۔ جن کی مخالفت سے بڑے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے۔ جن کے ہاتھ پر ایک مالدار ہندو سیٹھ سچا خواب دیکھا کہ مسلمان ہوا۔ اسی ضمن میں مولانا اسماعیل سے شہید اور مولانا عبدالحمیدی کے حالات بھی مذکور ہیں جو بہانیت و محب - مفید اور سراپا نصیحت ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور پلے دعا ہے۔

سائل شیلی

آپ نے علامہ شیلی تھانی مرحوم کے علمی تاریخی رسالے کا مجموعہ جس میں دہلی کے سائل شیلی اور سولہ شامل ہیں۔ ان اسلامی شہداء نے مسلمانوں کے اپنے عہد میں کہاں اور کیسے شہداء بنائے بنوائے ان اسلامی شہداء کی کتاب لکھانی۔ اسلام میں کتنا ہی کی ابتدا رفتی کے حالات - (۱) حقوق الامنین - اسلامی زمانہ میں غیر فراموش کی سزا کو کیا کیا حقوق حاصل تھے۔ (۲) الجزیہ - جزیہ کیس قسم کا تیس تھا۔ اور کون کون سے مقرر ہوا تھا۔ (۳) اخطار - قدم دہلی - علمی انبیاات کا ذکر (۴) النظر اور سچا اور سچا کانفرنس کے سفر نامے پرنیو یورپ، کتنا ہندوستان کے مشہور کتب خانے کے واقعات اور اس امر کا تاریخی ثبوت کہ اس کے جلنے والے مسلمان تھے (۵) تراجم - علمی زبان میں کتب زبانوں کو مسلمانوں کو کیا کیا تیس ترجمہ کیں۔ (۶) اسلامی مدارس اور قدم تعلیم - مسلمانوں کے کہاں کہاں اور کیسی درگاہیں قائم کی تھیں۔ اور ان میں تعلیم کا کیا نظام تھا۔ (۷) عہد کنگس اور مسلمانان مسلمانوں نے کیا کیا کیں اور کی نہیں

تقلید اور عمل بالحدیث

اس میں بات مذکور ہے کہ لانا میر خاں کے جاری ہونے سے پہلے دہلی کا حال لانا میر خاں کی بنیاد پڑنے کا زمانہ اور اس کا سبب

(۱) ان چاروں نامہ پند کمال طبع سے کہیں بھی لانا میر خاں ان چاروں نامہ میں اختلاف ہو گیا سبب (۲) اجتہاد اور عمل بالحدیث میں کیا فرق ہے اور تقلید اور عمل بالحدیث پر عقائد اور عقائد

مکمل کیا جا رہے ہیں۔ قل فیصل بہ نسبت تقلید اور عمل بالحدیث کے فضائل حسن الملک بہادر

ملنے کا پتلا منشی مولانا بخش کٹرہ امرتسر ڈھاب کھٹیکال

مومیالی

یہ مومیالی غلت پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے ابتدائی سال ووق دمہ - کھانسی - ریزش اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے جو باریان یا کسی اور جہ سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کیلئے اگر ہے۔ دو یا چار دن میں دو موقوف ہو جاتا ہے گردہ اور شانہ کو کھات دیتی ہے۔ بدن کو فریاد اور پٹیلوں کو مضبوط کرتی ہے۔ دماغ کو کھات بخشنا اسکا معمولی کرشمہ ہے۔ بعد جماع استعمال کرنے سے پہلی طاقت بحال رہتی ہے۔ چوڑے کے درد کو موقوف کرتی ہے۔ مرد و عورت پورے پورے۔ جوان کو مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال کیجا سکتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی

قیمت فی چھٹانک دو چھٹانک کے باؤ پختہ سے مع محصول لٹاک حالات غیر سے محصول علاوہ

تازکاشادات

جناب حمید علی حسین سوداگر ناٹھلہ درہما سے رقمطراز ہیں:- ایک ڈبہ مومیالی میں سے اچھے کارخانے سے منگایا۔ اور استعمال کرنا شروع کر دیا۔ شکر خدا کا جیسی توفیق ملی اور خبا میں پڑا۔ واقعی دلچسپی پایا ہر طرف چار پانچ یوم میں ہکو ناٹھ معلوم ہو گیا براہ مہربانی علیہ السلام (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) جناب سید امیر صاحب فقیہ والے کو لانا علیہ السلام سے تحریر کرتے ہیں:- پیشتر کسی مرتبہ مومیالی منگوانی تھی بفضلہ تاملے فائدہ مند ثابت ہوئی۔ لہذا آدھ پانچ (دو ڈبہ) بیضہ کاکٹ ارسال فرمادیں (دہر نومبر ۱۹۷۲ء)

ملنے کا پتلا پروفیسر ڈی میدلسن کٹرہ قلعہ امرتہ

ماہیت پختہ لاسور میں کھانگرن گوبال سنگھ بڑے جہاں - اور مولانا ابوالوفاتنا سید صاحب دہلی قافلے شایع کیا